مقامِ مصطفیٰ کلامِ اقبال کے آئینے میں، ایک تحقیقی تجزیہ

Maqam-e-Mustafa in Context of Kalām-e-Iqbal, An Exploratory Analysis

Naimat Ullah Arshad [1]

Dr. Muhammad Qamar Iqbal [2]

Dr. Muhammad Yousaf Awan [3]

Abstract:

Allama Muhammad Iqbal was a true lover of Rasool, even though he was a philosopher, he had studied Western philosophy without looking at it and received higher education in the West, but if there is any color on his thoughts, ideas and words, then he is Rasool(S.A.W). It is the color of true love and boundless devotion to God. The summation of Iqbal's poetry is Love of Rasool (S.A.W) and Obedience of Rasool. From the study of Iqbal's speech, this fact is clearly revealed that he considers the Holy Prophet to be the source of all external and internal perfections and the source of all reality and authority. According to Allama Iqbal, love of Prophet (P.B.U.H) is the dear possession without which a person can neither live in the world nor gain anything from religion.

Keywords: *Rasool (S.A.W), devotion, poetry, love, possession, religion, revealed*

علامہ محمد اقبال ایک سچے عاشق رسول ﷺ تھے ہر چند کہ وہ فلسفی تھے، انہوں نے مغربی فلسفے کا بنظر غائر مطالعہ کیا تھا اور مغرب ہی میں اعلیٰ تعلیم پائی تھی مگر اُن کے افکار و خیالات اور کلام پر اگر کوئی رنگ چھایا ہوا ہے تو وہ رسول پاک ﷺ سے سچی محبت اور بے پایاں عقیدت کا رنگ ہے۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف [4]

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اقبال کی اسی والہانہ محبت و عقیدت کے حوالے سے ن مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

"اس دورِ مادیت اور مغربی تہذیب و تمدن کی ظاہری چمک دمک سے اقبال کی آنکھیں خیرہ نہ ہو سکیں حالانکہ اقبال نے جلوہ دانشِ فرنگ میں طویل ایام گزارے تھے۔ اس کی وجہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اقبال کی وہی والہانہ محبت، جذبہ عشق اور روحانی وابستگی تھی اور بلاشبہ ایک حبِ صادق اور عشق حقیقی ہی قلب و نظر کے لئے ایک اچھا محافظ اور پاسبان بن سکتا ہے۔"[5]

---

[1]. M.Phil Scholar, Department of Urdu, University of Sialkot

[2]. Assistant Professor, Department of Urdu, Muslim Youth University, Islamabad

[3]. Assistant Professor, Department of Urdu, University of Sialkot

[4]. اقبال، محمد، علامہ، کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور، اقبال اکادمی، ۰۰ ء، ص ۷

[5]. ابوالحسن علی ندوی، مولانا، نقوشِ اقبال، مترجم: شمس تبریز خان، کراچی، مجلس نشریاتِ اسلام، ۹۷۶ ء، ص ٦ ۔

عظیم مفسر قرآن اور عالم دین ابوالاعلیٰ مودودی علامہ اقبال کے عشق مصطفیٰ ﷺ پر یوں گواہی پیش کرتے ہیں:

"انہوں (اقبال) نے اپنے سارے فلسفے اور اپنی تمام عقلیت کو رسول عربی ﷺ کے قدموں میں ایک متاعِ حقیر کی طرح نذر کر دیا۔"[6]

فقیر سید وحیدالدین رقمطراز ہیں:

"اقبال کا دل عشق رسول ﷺ نے گداز کر رکھا تھا۔ آنحضرت ﷺ کا ذکر مبارک آتے ہی اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے تھے اور آخری عمر میں یہ کیفیت اس انتہا کو پہنچ گئی تھی کہ ہچکی بندھ جاتی تھی۔"[7]

علامہ اقبالؒ کے اردو اور فارسی کلام میں یہ اُن کی فکر کا نکتہ آغاز و نکتہ اتمام عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔ ان کے کل کلام میں جگہ جگہ حضور ﷺ سے سچی محبت و عقیدت کے پھول ہی پھول کھلے دکھائی دیتے ہیں۔ اقبال کی شاعری کا خلاصہ اور لب لباب عشق رسول ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ ہے۔ عشق مصطفیٰ ﷺ کے پاکیزہ جوہر نے اقبال کے نعتیہ کلام کو وہ سوز و گداز اور جوش و جذبہ عطا کیا ہے کہ ان کا ایک ایک نعتیہ شعر ہزار ہزار نعتوں پر بھاری ہے، لہذا معروف اقبال شناس ڈاکٹر تحسین فراقی لکھتے ہیں:

"اُن کے کلام کی روح رواں حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ اور اُن کی انقلاب انگیز حیات مطہرہ ہے۔ شاید حضور ﷺ سے اسی والہانہ شیفتگی اور محبت کا فیضان ہے کہ اقبال کی نعت کا جواب عربی، فارسی اور خود اردو میں قریب قریب ناپید ہے۔"[8]

فقیر سید وحیدالدین بتاتے ہیں:

"عشق رسول ﷺ ڈاکٹر اقبال کے رگ وپے میں سرایت کر گیا تھا اور اُن کے ذہن و فکر پر چھا گیا تھا۔ (اسی لئے) اقبال نے جو مدح سرائی کی ہے اس کا انداز سب سے جدا ہے۔"[9]

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں:

"جب وہ نبی ﷺ کا تذکرہ کرتے ہیں تو اُن کا شعری وجدان جوش مارنے لگتا ہے اور نعتیہ اشعار اُبلنے لگتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے محبت و عقیدت کے چشمے ابل پڑے ہوں۔"[10]

عشق مصطفیٰ ﷺ نے اقبال کو اپنے محبوب ﷺ کے اعلیٰ وارفع مقام کا وہ وجدان عطا کیا تھا کہ جس کی بدولت وہ آپ ﷺ سے سچی محبت اور وفا کو دین و دنیا میں نجات کا راستہ اور رب کائنات کی رضا کا واحد ذریعہ سمجھتے تھے۔

6۔ ابوراشد فاروقی، مرتب: اقبال اور مودودی، لاہور، مکتبہ تعمیرِ انسانیت، ۹۸۰ ء، ص

7۔ وحیدالدین، سید، فقیر، روزگارِ فقیر، ج- ، لاہور، مکتبہ تعمیرِ انسانیت، ۹۶ ء، ص ۸۔

8۔ تحسین فراقی، ڈاکٹر، علامہ اقبال اور ثنائے خواجہ، مشمولہ: اقبال شناسی اور سیارہ، مرتبہ: جعفر بلوچ، لاہور، بزمِ اقبال، ۹۸۹ ء، ص ۸

9۔ وحیدالدین، سید، فقیر، روزگارِ فقیر، ج- ، ص ۸

10۔ ابوالحسن علی ندوی، مولانا، نقوشِ اقبال، ص ٦

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں[11]

اقبال کے کلام کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ وہ تمام کمالات ظاہر و باطن کا جامع اور تمام مظاہر حقیقت و مجاز کا سرچشمہ آنحضورﷺ کی ذات مبارکہ کو سمجھتے ہیں۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو

چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو

بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے[12]

علامہ اقبال کے نزدیک اس کائنات آب و گل کی ساری رنگا رنگی حضورﷺ کے وجودِ مسعود کی کی مرہونِ منت ہے۔اس دنیا کی ہما ہمی آپﷺ کے مبارک دم قدم سے ہے۔ذرا نعت گوئی کی معراج دیکھئے:

دشت میں، دامن کہسار میں، میدان میں ہے

بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے

چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے

اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے

رفعت شان رفعنا لک ذکرک دیکھے[13]

اپنے فارسی مجموعہ کلام ''جاوید نامہ" میں اقبال نے منصور حلاج کی زبانی حقیقت محمدیﷺ کا راز بتایا ہے اور نعت گوئی کا حق ادا کر دیا ہے۔فارسی شاعری میں اس نعت کا جواب مشکل ہی سے ملے گا۔اقبال منصور حلاج کی زبانی کہتے ہیں کہ نور محمدیﷺ ہی سے اس کائنات میں بہار ہے۔آپ زمانے کا جوہر ہیں۔یہ ساری کائنات آپﷺ ہی کے وجود پاک کی مرہون منت ہے۔عنانِ تقدیر بھی آپ کے دستِ مبارک میں ہے اور آپﷺ ہی کے دست معجز اثر کی بدولت ویرانوں میں بہاریں ہیں۔

11۔ اقبال، کلیاتِ اقبال اُردو، ص ۷

12۔ ایضاً، ص ٦

13۔ ایضاً۔

پیشِ او گیتی جبیں فرسودہ است

خویش را خود عبدہ فرمودہ است

عبدہ از فہمِ تو بالاتر است

زانکہ او ہم آدم و ہم جوہر است

عبدہ صورت گرِ تقدیر ہا

اندر و ویرانہ با تعمیر ہا

عبدہ باابتدا بے انتہا است

عبدا را صبح و شام ما کجاست

عبدہ چند و چگونِ کائنات

عبدہ رازِ درونِ کائنات[14]

علامہ اقبال کے نزدیک عشق مصطفیٰ ﷺ وہ متاعِ عزیز ہے کہ جس کے بغیر انسان نہ دنیا کا رہتا ہے اور نہ ہی دین سے کچھ حاصل کر سکتا ہے۔

ہر کہ از سرِ نبی ﷺ گیرد نصیب

ہم بہ جبریلِ امینؑ گردو قریب[15]

اقبال کے خیال میں اس دنیا میں جہاں کہیں بھی رنگ و بو کا ظہور ہے اور جہاں بھی آرزو پروان چڑھتی دکھائی دیتی ہے یا تو اسے نور مصطفی □ کا فیض حاصل ہے یا وہ ابھی تلاش مصطفوی ﷺ میں سر گرم عمل ہے۔

ہر کجا بینی جہان رنگ و بُو

آں کہ از خاکش بروید آرزو

باز نور مصطفی ﷺ آں را بہاست

یا ہنوز اندر تلاش مصطفی است[16]

اقبال رسول پاک ﷺ کو دانائے سبل، ختم الرسل مولائے کل جانتے ہیں۔ اُن کے خیال میں عشق و مستی کی نگاہ میں اول و آخر آپ ﷺ ہی آپ ﷺ ہیں۔ اقبال کے نزدیک تو آپ ﷺ ہی قرآن، آپ ﷺ ہی فرقان، آپ سے یٰسین اور آپ سے طٰہٰ ہیں۔

14۔ اقبال، کلیاتِ اقبال فارسی، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۹۷ ء، ص ٦ ٧

15۔ ایضاً، ص ٨ ٨

16۔ اقبال، کلیاتِ اقبال فارسی، ص ٦ ٧

عشق مصطفیٰ ﷺ کی مستی سے لبریز یہ بے مثل خیالات، اقبال نے اپنے دو اشعار میں پیش کیے ہیں اور بقول ڈاکٹر تحسین فراقی:

"ایسے نعتیہ اشعار سے نعت کے جید شعرا کے کشکول بھی خالی نظر آتے ہیں۔"[17]

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یسیں وہی طٰہٰ [18]

اسی حوالے سے اب ذرا " بال جبریل" کی نظم "ذوق وشوق کے یہ شاندار، لازوال اور بے مثال اشعار سنیے اور سر دُھنیے:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے حضور کا فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
شوکت سنجر و تیرے جلال کی نمود
فقر و جنید بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل و غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب [19]

نعت کے ان الہامی اشعار میں حضور رسالت مآب ﷺ سے اقبال کی والہانہ محبت، وارفتگی اور خود سپردگی کا اندازہ کچھ عاشقوں کے دل ہی لگا سکتے ہیں۔ ایک نقاد نے کیا خوب کہا کہ ان اشعار میں اقبال نے لولاک کی تفسیر و توضیح اتنے منفرد اور بلیغ انداز میں کی ہے اور نعت کا اتنا رفیع معیار قائم کر دیا ہے کہ خود روح القدس بھی وجد میں آ گئے ہوں گے۔ اقبال کے خیال میں رسول عربی ﷺ ہی کے فیض سے قلب و جگر کو قوتیں ملتی ہیں، جب مشتِ خاک کیمیا بن جاتی ہے اور مسِ خام کندن بن جاتا ہے۔

دل ز عشق او توانا می شود

17۔ تحسین فراقی، ڈاکٹر، علامہ اقبال اور ثنائے خواجہ، مشمولہ: اقبال شناسی اور سیارہ، ص ۰

18۔ اقبال، کلیاتِ اقبال اُردو، ص ٦

19۔ اقبال، کلیاتِ اقبال اُردو، ص ۴۴۱

خاک ھمدوش ثریا می شود

در دل مسلم مقام مصطفی است

آبروی ما ز نام مصطفی است

طور موجے از غبار خانہ اش

کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش

بوریا ممنون خواب راحتش

تاج کسرے زیر پای امتش

ماند شبہا چشم او محروم نوم

تا بہ تخت خسروی خوابیدہ قوم

در نگاہ او یکے بالا و پست

با غلام خویش بر یک خوان نشست [20]

مثنوی "اسرار و موز" میں رسول پاک ﷺ سے اقبال کے بے پایاں عشق کی ان گنت مثالیں بکھری پڑی ہیں جو عاشقان مصطفی ﷺ کو دعوتِ نظارہ جمال دے رہی ہیں۔ اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے یہاں "رموز بے خودی" سے چند اشعار تبرکاً پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

اے ظہور تو شباب زندگی

جلوہ ات تعبیر خواب زندگی

اے زمین از بارگاہت ارجمند

آسماں از بوسہ بامت بلند

شش جہت روشن ز تاب روئ تو

ترک و تاجیک و عرب ہندوی تو

تا دم تو آتشی از گل کشود

تودہ ہای خاک را آدم نمود [21]

20۔ اقبال، کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۹

21۔ اقبال، کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۶۶۔

اقبال حب رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے دست کرم کو سب سے قیمتی اثاثہ اور مومن کے لئے رسول پاک ﷺ کے ساتھ کو کافی وشافی سمجھتے ہیں۔اقبال نے ان جذبات کا اظہار صحابہ کے بعض تاریخی واقعات کے ذریعے انتہائی پر جوش انداز میں کیا ہے۔ نظم "صدیق"کا یہ شعر تو زبان زدِ عام ہے:

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول ہے بس[22]

وہ رسول ﷺ کی محبت اور قربت کو خوش قسمتی اور مقدر کی انتہائی بلندی قرار دیتے ہیں۔ بانگ درا کی نظم "بلال" میں حضرت بلال کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

چمک اُٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا

حبش سے تجھ کو اُٹھا کر حجاز میں لایا

ہوئی اسی سے ترے غم کدے کی آبادی

تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا

ترے لیے تو یہ صحرا ہی طُور تھا گویا

خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اُس کا

خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا[23]

اقبال، عشق مصطفی ﷺ کو مومن کی بقا کا ضامن سمجھتے ہیں، لہذا بانگ درا ہی کی دوسری نظم "بلال" میں ("بلال" کے عنوان سے بانگ درا میں دو نظمیں ہیں) وہ حضرت بلال کا موازنہ سکندر اعظم سے کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے

رومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے[24]

اسی طرح "بانگ درا کی متعدد دوسری نظموں مثلاً "بلادِ اسلامیہ"، "ترانہ ملی"، "وطنیت"، "ایک حاجی مدینے کے راستے میں"، "خطاب بہ جوانانِ اسلام، حضور رسالت مآب ﷺ میں"، "جنگ یرموک کا ایک واقعہ میں" میں بھی حضور ﷺ سے محبت وعقیدت کی نورانی جھلکیاں تاباں وفروزاں دکھائی دیتی ہیں۔

22۔ اقبال، کلیاتِ اقبال فارسی، ص

23۔ ایضاً، ص ۸۷

24۔ ایضاً، ص ۲۷۳

عاشقِ صادق کو اپنے محبوب کی ہر ادا دوسروں کی ہر ادا سے پیاری اور محبوب کی ہر شئے دنیا کی ہر شے سے عزیز تر ہوتی ہے۔ سچے عاشق کے لئے محبوب کا شہر ہی شہرِ تمنا قرار پاتا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ محبوب خدا ہیں، لہذا قرآن پاک میں خود اللہ تعالی نے شہر نبی ﷺ کا قصیدہ پڑھا ہے:

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم (کیونکہ) اے محبوب ہے تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ [25]

علامہ اقبال بھی ہر وقت مدینہ منورہ کے خواب دیکھتے ہیں۔ اُن کے نزدیک مدینہ منورہ کی خاک دونوں جہانوں کی ہر شے سے زیادہ پیاری اور بلند تر ہے کیونکہ یہ شہر اُن کے محبوب کا شہر ہے۔

خاک یثرب از دو عالم خوش تر است

اے خنک شہرے کہ آن جا دلبر است [26]

نظم "بلاد اسلامیہ" میں شہرِ محبوب ﷺ کی عظمت اور شان انتہائی ادب و احترام او محبت و عقیدت سے بیان کرتے ہیں۔

وہ زمیں ہے تو مگر اے خواب گام مصطفی ﷺ

دید ہے کعبہ کو تیری حج اکبر سے سوا

خاتم ہستی میں تو تاباں ہے مانندِ نگیں

اپنی عظمت کی ولادت گاہ ہے تیری سرزمیں

جب تلک باقی ہے تو دنیا میں باقی ہم بھی ہیں

صبح ہے تو اس چمن میں گوہر شبنم بھی ہیں [27]

اقبال اپنی تمام تر لغزشوں، کوتاہیوں اور خطاؤں کا اعتراف رسول پاک ﷺ کے حضور کرتے ہیں اور آپ ہی سے معافی کے خواستگار ہیں۔ وہ آپ ﷺ ہی سے درخواست کرتے ہیں کہ انہیں مدینہ منورہ میں بلالیا جائے۔

ہست شان رحمت گیتی نواز

آرزو دارم کہ میرم در حجاز

کوکبم را دیدہ بیدار بخش

مرقدے در سایہ دیوار بخش

فرخ آں شہرے کہ تو بودی در آں

---

[25] ۔ التوبہ،۹: -

[26] ۔ اقبال، کلیاتِ اقبال فارسی، ص

[27] ۔ اقبال، کلیاتِ اقبال اُردو، ص ۷

اے خنک خاکی کہ آسودی درآن[28]

اقبال ایک بار دیارِ محبوب میں جا کر واپس آنا گوارا نہیں کرتے اور محبوب کے قدموں میں جان نچھاور کرنا چاہتے ہیں۔

موت آجائے جو یثرب کے کسی کوچے میں

میں نہ اُٹھوں جو مسیحا بھی کہے قُم مجھ کو[29]

علامہ اقبال آقائے نامدار ﷺ ہی کو ہدایت کا منبع اور اپنا پہلا اور آخری رہبر ورہنما سمجھتے ہیں:

سالارِ کارواں ہے میر حجاز اپنا

اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا[30]

وہ رسول پاک ﷺ کے عشق کو امت کی تمام بیماریوں کا علاج 'عزت و سربلندی کا واحد راستہ اور اندھیرے میں روشنی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے

دہر میں اسم محمد ﷺ ملنے سے اُجالا کردے[31]

اقبال رحمت عالم ﷺ ہی کو اپنا اور اپنی قوم کا نجات دہندہ، دستگیر اور فریاد رس سمجھتے ہیں۔ وہ اپنے اور امت کے غموں کا مداوا حضور ﷺ ان کے آستانے پر ہی پاتے ہیں۔ وہ اپنی بدحالی کا حال حضور ﷺ ہی سے عرض کرتے ہیں۔ دستگیری اور فریاد رسی کے لئے آپ ﷺ ہی سے رجوع کرتے اور کرم کی درخواست کرتے ہیں۔

کرم اے شہِ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم

وہ گدا کہ تو نے عطا کیا جنہیں دماغ سکندری[32]

تو اے مولائے یثرب آپ میری چارہ سازی کر

مری دانش ہے افرنگی، مرا ایمان زناری[33]

اے بادِ صبا کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا

قبضے سے اُمت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی[34]

28۔ اقبال، کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۷

29۔ اقبال، کلیات باقیاتِ شعر اقبال، مرتب: ڈاکٹر صابر کلوروی، لاہور، بزمِ اقبال، ۰۰ ء، ص

30۔ اقبال، کلیاتِ اقبال اُردو، ص ۸۶

31۔ ایضاً، ص ۸۰

32۔ ایضاً، ص ۷

33۔ ایضاً، ص ۰۹ ۔

34۔ ایضاً، ص ٦

شیرازہ ہوا اُمتِ مرحومہ کا ابتر

اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے[35]

شاعر مشرق، ہادی عالم ﷺ کے عشق کو ہر مسلمان کے لئے سرمایہ حیات سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جسے عشق مصطفی میسر آ گیا بحر و برُاس کے گوشتہ دامن میں سماگئے۔ وہ مسلمانوں کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالی سے سوزِ صدیق و سوز علی طلب کریں اور اللہ تعالی سے عشق رسول ﷺ عطا کرنے کی التجا کریں کیونکہ امت مسلمہ کی حیات کی اساس صرف اور صرف عشق مصطفی سے ہی ہے بلکہ ساری کائنات کا ساز و سامان بھی یہی عشق رسول ﷺ ہی ہے۔

ہر کہ عشق مصطفی ﷺ میں سامانِ اوست

بحر و بر در گوشہ دامان اوست

سوز صدیق و علی از حق طلب

ذرہ عشق نبی از حق طلب

زانکہ ملت راحیات از عشق اوست

برگ و ساز کائنات از عشق اوست[36]

خلاصہ بحث:

علامہ اقبال نے اپنی مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق کے آخر میں "در حضور سالت مآب ﷺ کے عنوان سے باسٹھ طویل مناجات اور عرض داشت لکھی ہے۔ اقبال آقائے دو جہاں ﷺ کے حضور عرض کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ہی کی ذات گرامی ہمارا ملجا و ماوی ہے۔ اس مسلمان قوم کو موت کے خوف سے رہائی عطا کیجئے۔ آپ ﷺ کا ذکر ذوق اور سرور کا سرمایہ ہے جو قوم کو فقر کی حالت میں غیرت کا جذبہ بخشتا ہے۔ آپ قم باذنی فرما کر مومن کو زندگی بخش دیجئے اور اس کے قلب میں صدائے "اللہ ہو" کو پھر زندہ کر دیجئے۔ آپ ﷺ کے گرد ساری کائنات طواف کرتی ہے۔ میں آپ ﷺ سے صرف ایک نظر کرم کا طالب ہوں۔ میرا ذکر و فکر اور علم و عرفان سب کچھ آپ ﷺ ہی ہیں۔ میرے لئے کشتی سمندر طوفان سب کچھ آپ ﷺ ہی ہیں۔ آپ ﷺ کی گلی کا حرم میری جائے پناہ ہے۔ علامہ بوسیری نے جس طرح اپنی بیماری میں آپ ﷺ سے رجوع کیا تھا اسی طرح میں بھی آپ ﷺ ہی سے رجوع کرتا ہوں۔ آپ ﷺ کی شفقت گناہ گاروں پر تو اور بھی زیادہ ہے اور ان کی خطائیں معاف کرنے میں آپ ﷺ ماں جیسی محبت و شفقت رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کا وجود سارے جہان کے لئے ایک بہار تازہ ہے۔ اس طرح اقبال نے اپنی اس شاندار نعتیہ نظم میں حضور ﷺ کی ذات

[35] اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ص۰۹

[36] اقبال، کلیاتِ اقبال فارسی، ص۹ ۔

مبارکہ کے ساتھ اپنے والہانہ عشق اور محبت کا اظہار کیا ہے اور اپنی ذات اور کائنات رحمت عالم ﷺ ہے کے بے کراں فیض کا تذکرہ کیا ہے۔

اسی طرح ارمغان حجاز میں بیسیوں ایسے قطعات ہیں جن میں اقبال فنافی الرسول کے بلند درجے پر فائز نظر آتے ہیں۔ اقبال کی شاعری بارگاہ رسالت مآب میں ایسے ہی شوق، فریاد و استعداد، جانسوزی اور دلگدازی کا شاندار مرقع ہے۔ اقبال کی شاعری" بعد از خدا بزرگ توئی ﷺ" کے مختصر قصے کی دلکش تفسیر ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ اقبال حضور ﷺ کی ذات گرامی ہی کو سارا دین سمجھتے ہیں۔ اسی لئے وہ اپنے کلام میں امت مسلمہ کو بار بار در مصطفی ﷺ تک پہنچنے اور دامن مصطفی ﷺ سے وابستہ ہو جانے کی تاکید کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک دین و دنیا کے ہر مسئلے کا حل صرف اور صرف رسول پاک ﷺ کے پاس ہے اور یہی اسلام ہے باقی تمام بولہبی است۔